رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے سے واپس آرہے تھے راستہ میں بارش ہوئی کپڑے بھیگ گئے آپ نے اپنی قمیص سکھانے کیلئے اتار کر درخت پر پھیلادی اور درخت کے نیچے استراحت فرمانے لگے آپ کی تلوار بھی درخت پر لٹک رہی تھی ایک شخص آتا ہے اور تلوار کھینچتا ہے اور جب آپ جاگ جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ بتاؤ اب تم کو کون بچائیگا آپ نے فرمایا اللہ یہ آواز تھی جس نے اس شخص کے قلب میں لرزہ پیدا کردیا اور وہ تھرانے لگا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ حضورؐ نے تلوار اٹھائی اور کہا بتا کہ تجھے کون بچائیگا وہ نہایت عجز وانکسار سے کہنے لگا کہ کوئی نہیں آپ نے تلوار نیام میں رکھ لی اور کہا کہ جاؤ آزاد ہے اس عفو کو اور اس خلق عظیم کو دیکھکر اس شخص نے آستانہ رسالت کے سامنے سر تسلیم خم کردیا اور اسی وقت مشرف باسلام ہوگیا۔

کیا آپ نہیں جانتے کہ انسان کو اپنی اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے اولاد کو ذرا سی تکلیف پہنچنے سے انسان کتنا پریشان ہوجاتا ہے۔ ہبار بن اسود کا واقعہ دیکھئے یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی لخت جگر زینب رضی اللہ عنہا کو جو وقت کہ وہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرکے جارہی تھیں اس نے اللہ کے رسول کی جگر گوشہ کو نیزہ مارا اور اونٹ سے گرادیا جس کی وجہ سے انھیں سخت صدمہ پہنچا اور حمل ساقط ہوگیا اور اس صدمہ کی وجہ سے انھوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ فتح مکہ کے زمانہ میں اس شخص کے قتل کا عام حکم ہوگیا تھا جسکو سنکر وہ ایران بھاگ کر جانا چاہتا تھا مگر آستانہ نبوت کی کشش نے کھینچ ہی لیا اور دربار نبوی میں حاضر ہوکر عرض کی کہ حضورؐ میں ایران بھاگ کر جانے والا تھا مگر آپ کے احسانات وحلم وعفو کو یاد کرکے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور اپنے تمام قصوروں کا اعتراف کرتا ہوں اور مشرف باسلام ہونے آیا ہوں اسوقت حضورؐ نے اس کے تمام قصور معاف کردیئے اور اس کو بھی اسی رشتہ میں منسلک کردیا جس میں اور تمام صحابہ تھے یہ ایک نمونہ ہے جس کو میں نے پیش کردیا اگر کوئی شخص اسکو مفصل طور پر دیکھنا چاہتا ہے تو وہ قرآن مجید اور کتب حدیث وسیر وتواریخ کا مطالعہ کرے تو اس کو پتہ چل جائیگا کہ اسلام اور بانی اسلام رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کیساتھ کیا اور کس طرح سلوک کرنے کا حکم فرمایا۔

اب میں اپنی تحریر کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے رب العلمین ذوالجلال اپنے حبیب پاک رحمۃ للعالمین پر بے شمار رحمتیں نازل فرما ہم کو اور تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلا قومی و ملی خدمات کا جذبہ ہمارے قلوب میں پیدا کردے اور ہم سے اپنے دین کی خدمات کما حقہ لے لے۔

اسوۂ حسنہ

(از مولوی عبدالغفور صاحب عظیم آبادی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الی اٰخرہ۔ ناظرین خدا فرماتا ہے کہ اے لوگو تمہارے لئے رسول اکرم بہترین نمونہ ہیں۔ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چار باتیں بیان فرمائی ہیں (۱) یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ (۲) یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وقدرت کا ایمان (۳) یہ کہ آخرت ہونیوالی ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا اس میں پہلی بات کو پرزور الفاظ اور تاکید کے حروف کیساتھ بیان فرمایا۔

علم معانی کا مسئلہ ہے کہ تاکید مفہوم کی تاکید وتثبیت کیلئے لاتے ہیں تاکہ مخاطب کی غفلت دور ہو اور اس کے مدلول کے سوا دوسری طرف ذہن کا التفات نہ ہو اس بنا پر اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے کانوں سے پنبۂ غفلت دور کرکے سنو کہ محمد صلعم کے سوا کوئی ذات مقتدا اور نمونہ کی حیثیت نہیں رکھتی آپ کے سوا دوسرے لوگوں کو مقتدا اور پیشوا سمجھا جاتا ہے تو اسی بنا پر کہ وہ لوگ سید الکونین صلعم کے مطیع وفرمانبردار تھے آفتاب ہدایت آپ ہی کی ذات پاک تھی۔ اسی کی روشنی میں ضلالت سے نجات اور گمراہی سے چھٹکارا ہے ماحصل اس آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ جو لوگ خداوند کریم کو ذات وصفات میں واحد سمجھتے ہیں اور جزا وسزا کے دن کے معتقد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ مخاطب فرماتا ہے کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم مبارک پر چلو اور ہر امر میں آپ کی پیروی کرو آپ کے اخلاق حمیدہ وصفات ستودہ ایسے تھے کہ جنکو دیکھکر کتنے مشرف باسلام ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی خود تائید فرمائی ہے۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ الخ یعنی اے نبی صلعم اگر آپ درشت گو اور سخت دل ہوتے تو کوئی شخص آپ کے پاس نہیں آتا اس لئے ہم لوگوں کو چاہیے کہ آپ کے روشن اقوال و افعال کو مشعل راہ بنائیں اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے یعنی اخلاق وتہذیب اداب واطوار وغیرہ وغیرہ امور سے آراستہ کریں اسی بنا پر میں پیارے رسول کی ایک پیاری حدیث نقل کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جناب حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک یہودی مہمان ہوا اور آپ کے یہاں جو کچھ کھانا تیار ہوا اس ارادے سے کھا گیا کہ سب لوگ بھوکے رہجائیں اور شب میں وہ حضورؐ ہی کے یہاں مقیم ہوا اور اپنی ایک قیمتی تلوار ایک گوشہ میں رکھکر سوگیا۔ لیکن اس نے کھانا اتنا کھا لیا کہ اضطراب وبے چینی میں رات کاٹی۔ رات بھر اسی حجرہ میں بول وبراز کرتا رہا اور بستر وغیرہ خراب کردیا اور صبح ہوتے ہی چلتا ہوگیا تاکہ اس کی موجودگی میں اس حرکت ناشایستہ کی خبر آپ کو نہ ہونے پائے۔ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خبر لینے آئے تو کوٹھڑی کو خالی دیکھا اور اس کی بیش بہا تلوار کو موجود پاکر بہت افسوس کیا اور کل بستر وغیرہ کو گندگی سے ملوث پایا۔ آخر کار حضور اقدسؐ خود اپنے دست مبارک سے دھونے بیٹھ گئے اس اثنا میں آپ کے ایک صحابی تشریف لائے۔ آپ کو یہ کام کرتے دیکھکر بہت متاثر ہوئے۔ اور مہمان کی بیہودہ حرکت پر ملامت کرنا چاہا آپ نے ان کو اظہار ملامت سے منع فرمایا تھوڑی دیر بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ یہودی تلوار لینے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے یہ اخلاق دیکھے کہ آپ نے بہت نرمی سے اس کی تلوار کو اس کے حوالہ کردیا اور کسی قسم کی سرزنش نہ کی۔ وہ اپنی تلوار لیکر کچھ آگے گیا اور پھر وہاں سے واپس آیا اور اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ کا نعرہ لگاتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

اس طرح کے ان گنت واقعات ہیں کہ آپ کی نرمی اور نیک مزاجی نے لوگوں کو اپنا بنا لیا جیسا کہ اس حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے عن ابی ھریرۃ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیلا قبل نجد الحدیث حضرت ابوہریرہ اس حدیث کے راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر نجد کیطرف

بھیجا پس ان لوگوں نے بنی حنیفہ کے ایک آدمی ثمامہ بن اثال سردار یمامہ کو گرفتار کیا اور مدینہ نبوی میں لاکر مسجد کے ستون سے باندھ دیا بعدہ حضور اس کے پاس تشریف لائے اور شفقت ومحبت کے لہجہ میں پوچھا اے ثمامہ مجھ سے کس سلوک کی امید رکھتے ہو؟ جواب دیا امید تو خیر ہی کی ہے لیکن اگر آپ مجھے قتل کیجیگا تو ایک خونی کو قتل کیجئے گا جس نے بہتوں کا خون بہایا ہے اور اگر احسان کیجئے گا تو شکر گذار رہونگا۔ اور اگر آپ مال چاہتے ہوں تو جو کچھ مانگئے دینے کو تیار ہوں یہ سنکر آپ وہاں سے تشریف لیگئے اور دوسرے اور تیسرے دن بھی تشریف لاکر یہی سوال کیا اور اس نے بھی وہی جواب دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو ثمامہ چھوٹتے ہی مسجد کے قریب خرمہ کے باغ میں گیا اور غسل کیا اور مسجد میں آکر دل وجان سے آپ کا شیدائی بن گیا اور فرمایا ثمامہ نے اللہ کی قسم دنیا کا کوئی شخص آپ سے بدتر نہ تھا لیکن آج آپ کی ذات مبارک تمام انسانوں سے محبوب تر ہے۔ واللہ آپ کے دین کو سارے ادیان سے برا جانتا تھا مگر اب اس دین سے عزیز تر میرے نزدیک کوئی دین ہی نہیں بخدا آپ کا شہر (مدینہ طیبہ) سارے شہروں سے مکروہ مبغوض تھا مگر اب تمام سے زیادہ محبوب ومرغوب ہے اور میں عمرہ کرنے کی غرض سے اپنے شہر سے باہر نکلا تھا کہ اتنے میں لشکر اسلام نے مجھے گرفتار کرلیا۔ اب اس ارادے کے تکمیل کے متعلق جناب کا کیا حکم ہے آپ نے اس کے اسلام لانے اور نیک ارادے پر مبارکباد کہا اور اجازت زیارت بیت اللہ کی دی جب ثمامہؓ مکہ معظمہ تشریف لائے تو کسی نے ان کے مسلمان ہونیکی خبر پاکر ان سے کہا کہ کیا تم نے خراب مذہب کو قبول کرلیا۔ جواب دیا حضرت ثمامہؓ نے۔ نہیں بلکہ میں مسلمان ہوگیا ہوں جو ایک سچا اور اعلیٰ دین ہے۔ سن رکھو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم بغیر غلہ کا ایک دانہ بھی یمامہ سے نہ آئیگا۔

میرے دوستو! اتنی عریض وطویل حدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ آپ کے اخلاق کے بدخلقی ربابادل نے ایسا موسلا دھار پانی برسایا کہ دلوں سے ضلالت وطغیان کے تمام خس وخاشاک کو دور کرکے لوگوں کو فدائے اسلام بنادیا اور اسوۂ حسنہ ہی سے مسلمانوں میں اتفاق واخوت کا رشتہ قائم ہوگیا۔ کیا آج ہم کو وہ دن یاد نہیں کہ سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت مکہ معظمہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور جمیع مہاجر وانصار کے درمیان مودۃ ومواخاۃ کی لہر دوڑادی جس کے زیر اثر انصار اپنا نصف ملک اپنے مہاجر بھائیوں کو دینے کیلئے اور دو بیبیاں رکھنے والے انصار ایک بیوی کو طلاق دیکر مہاجر بھائیوں کے نکاح میں دینے کیلئے آمادگی ظاہر کی حاصل کلام سردار دوجہاں تاجدار مدینہ نے ان لوگوں کے درمیان اخلاق کے ایسے سرچشمہ کو کھول دیا کہ جس سے اسلام کا ہر فرد بشر سیراب ہوا۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ خوبیاں جو دور سلف میں ہم میں پائی جاتی تھیں وہ آج اغیار میں موجود ہیں۔ میرے عزیزو اور بزرگو آپ آنحضورؐ کے اسوۂ حسنہ کو نہ چھوڑیئے کیونکہ اس میں ہماری دینی ودنیاوی بہتری کا راز مضمر ہے۔